اِک دیا اور بجھا اور بڑھی تاریکی

آہ! مولانا احمد علی رحمہ اللہ!

تحریر حافظ محمد اسلم شاہدروی

موت سے کسی کو فرار نہیں لیکن عالم کی موت ایک جہان کی موت ہوتی ہے۔ علماء کے اٹھ جانے سے جو خلاء پیدا ہوتا ہے اس کا پر ہونا مشکل ہوتا ہے۔ 12 فروری بروز جمعۃ المبارک کو جامعہ علوم اثریہ جہلم کے نائب شیخ الحدیث مولانا احمد علی رحمہ اللہ انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کا علاقائی تعلق تو ضلع لیہ سے تھا۔ لیکن انہوں نے اپنی زندگی کے بیشتر قیمتی سال جہلم میں گزارے۔ انہوں نے دینی تعلیم ملک کی معروف درسگاہ دارالحدیث محمدیہ جلالپور پیر والہ ضلع ملتان سے حاصل کی۔ یہاں پر مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری (متوفی 4 نومبر 1995ء)، مولانا محمد رفیق اثری، مولانا اللہ یار اور دیگر اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ زیادہ عقیدت و تعلق مولانا اللہ یار کے ساتھ رہا۔ 1985ء کے پس و پیش فراغت کے بعد جامعہ علوم اثریہ جہلم میں مدرس متعین ہوئے۔ آپ بڑے محنتی اور کامیاب مدرس تھے۔ ابتدائی کلاسوں کو بہت محنت کرواتے تھے۔ شروع میں ابواب الصرف، شرح مائۃ عامل اور مشکوۃ شریف کی تدریس پر بہت توجہ دی۔ جامعہ کے طلباء میں یہ بات معروف تھی کہ جس نے ابواب الصرف مولانا احمد علی رحمہ اللہ سے پڑھ لی وہ اس کو بھول نہیں سکتا۔ جس نے شرح مائۃ عامل ان سے پڑھ لی وہ عوامل نحو اور نحوی ترکیب میں کچھ مشکل نہیں پاتا۔

1988ء میں جامعہ سے میں نے اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔ مولانا عزیر صاحب (منڈی بہاؤ الدین والے) ہمیں شرح مائۃ عامل پڑھاتے تھے۔ انہیں کسی سرکاری تعلیمی سلسلہ میں اکثر گجرات جانا ہوتا تھا اس لئے یہ سبق مولانا احمد علی رحمہ اللہ کے ذمہ لگ گیا۔ لیکن ہم سوائے چند دن کے ان سے زیادہ استفادہ نہ کر سکے کیونکہ انہی دنوں موصوف کا جامعہ ام القریٰ (مکۃ المکرمۃ) میں داخلہ ہو گیا تھا۔ اور وہ اس حوالہ سے خاصے مصروف رہتے تھے۔ چار یا پانچ روز سبق کے ساتھ ہی مولانا سے ترکیب کو سمجھا۔ پھر الحمد للہ میں اپنے ساتھیوں کو ترکیب باقاعدہ سمجھاتا رہا کیونکہ وقت کی کمی کے سبب سے مولانا صرف سبق کا ترجمہ و تشریح ہی سمجھا پاتے تھے۔

1988ء سے 1997ء تک آپ ام القریٰ یونیورسٹی (مکہ مکرمہ) میں زیر تعلیم رہے۔ کیونکہ آپ کا آغاز معہد سے ہوا تھا جس کی تکمیل کے بعد آپ کلیہ میں داخل ہوئے اور فراغت پائی۔ فروری 1997ء میں، میں جامعہ علوم اثریہ جہلم کی خدمتِ تدریس سے الگ ہو کر لاہور آ گیا تھا۔ اس سے کچھ عرصہ بعد ہی موصوف مکۃ المکرمۃ سے واپس

تشریف لائے۔ اور جامعہ میں اپنے سلسلہ تدریس کو پھر سے جاری کیا۔ لیکن اب کی بار وہ پہلے سے بہت منفرد اور ممتاز نظر آئے۔ اپنے پہلے اور بعد کے ہر دو عرصہ میں آپ کا حضرت استاذ الاساتذہ پیر محمد یعقوب قریشی رحمہ اللہ سابق مفتی وشیخ الحدیث جامعہ کے ساتھ بہت قریبی اور احترام کا تعلق رہا۔ حضرت شیخ نے 22 جولائی 2003ء کو وفات پائی تھی۔ حضرت شیخ پر میرا تفصیلی مضمون ہفت روزہ ''اہل حدیث'' لاہور اور موقر جریدہ ماہنامہ ''حرمین'' جہلم میں شائع ہو چکا ہے۔ ان دونوں کے تعلق کے حوالہ سے یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ

حضرت شیخ الحدیث نے علم الفرائض پر معروف درسی کتاب ''السراجی'' کی اردو میں شرح لکھی۔ فرائض کا علم بہت مشکل ہے، اس کے جاننے والے کم ہیں، ایک حدیث شریف میں اس کو نصف علم فرمایا گیا ہے، دوسری حدیث شریف میں اس کے تعلم وتعلیم کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت شیخ کی یہ شرح نہایت آسان اور مفید انداز میں تحریر کی گئی ہے۔ اس کی اشاعت جناب مولانا احمد علی رحمہ اللہ نے ذاتی دلچسپی اور ذاتی سرمائے سے کی جو ان کی علم دوستی کا مظہر ہے۔ ''اعانۃ الراجی علی تصریح السراجی'' کے 400 صفحات پر مشتمل یہ کتاب عمدہ کمپوزنگ، اعلیٰ کاغذ، خوبصورت ٹائٹل اور مضبوط جلد کے ساتھ قدرے بڑے سائز پر شائع کی گئی ہے۔ اس کتاب کی اشاعت مولانا احمد علی کی حسنات میں سے ہے۔ اور ان کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔ ان شاء اللہ وہ علم دوست تھے بنا بریں وہ حضرت شیخ سے ہر وقت مستفید ہونے کی کوشش کرتے۔ رحمہما اللہ تعالیٰ۔

صبح اور شام کی فرصتوں میں کبھی دونوں اکٹھے سیر کے لئے ریلوے اسٹیشن، دریا کنارے یا کسی اور جگہ کی طرف نکل جاتے۔ باؤ بشیر احمد اور رانا محمد اسلم کا بھی ان کے ساتھ تعلق تھا۔ باؤ بشیر احمد جہلم کی جماعت کے سب سے معمر رکن اور جامعہ کے محبین میں سے تھے 2005ء میں وفات پا گئے تھے۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ میں ان دنوں عمرہ کیلئے سعودی عرب میں تھا۔ مجھے مدینہ منورہ میں اس بات کی اطلاع جناب ڈاکٹر فیض احمد بھٹی نے دی۔ بھٹی صاحب: اب ''حرمین'' کے مدیر معاون ہیں۔ موصوف میرے شاگرد بھی ہیں ان دنوں مدینہ یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھے۔ میں نے بھٹی صاحب سے چند سادہ اوراق لئے اور باؤ صاحب کے بارے میں کچھ لکھا بھی لیکن مکمل نہ کر سکا۔ باؤ بشیر احمدؒ نے اپنے دور جہلم کی جماعت کے متعلق جو کچھ معلومات مجھے دیں ان کو احاطہ تحریر میں لانا مجھ پر ایک قرض ہے۔ الغرض! ان باؤ بشیر صاحب کے قریب ہی مشین محلہ نمبر ۲ میں ایک مکان کی بالائی منزل پر ایک حکیم صاحب رہا کرتے تھے جو جامعہ کے طلباء کے طبی چیک اپ اور علاج معالجہ کے انچارج تھے۔ مولانا احمد علی رحمہ اللہ کو طب وحکمت سے بھی ایک گونہ شغف تھا اس لئے میں نے دیکھا کہ وہ گھنٹوں حکیم صاحب کے پاس بیٹھ کر ان معاملات پر اخذ واستفادہ کرتے تھے۔ 2003ء میں

حضرت شیخ الحدیث کے انتقال پر ملال کے بعد ان کے نائب مولانا اکرم جمیل حفظہ اللہ کو شیخ الحدیث جبکہ مولانا احمد علی رحمہ اللہ کو ان کا نائب مقرر کر دیا گیا تھا۔ اور وہ اپنی ذمہ داریاں بطریق اَحسن نبھا رہے تھے۔

ہمارے ممدوح کو تقریر و خطابت سے خاص شغف نہ تھا۔ لیکن رئیس الجامعہ استاذ محترم حافظ عبد الحمید عامر حفظہ اللہ مدیر اعلیٰ ''حرمین'' و نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے توجہ دلانے پر وہ اس طرف متوجہ ہوئے۔ ایک قابل ذکر عرصہ سے وہ جامع مسجد عبد اللہ باقل اہل حدیث نزد المعراج فلور ملز کالا گوجراں جہلم میں خطبہ جمعہ کی ذمہ داری بطریق احسن نبھا رہے تھے۔ 14 فروری کو اس مسجد کے دورہ کے دوران مؤسسۃ الفرقان کی طرف سے ہمارے مقرر کردہ امام مولانا شریف اللہ اور مقامی جماعت کے متحرک ساتھیوں سید فرقان شاہ گیلانی، محمد نعیم اور شاہد نعیم ڈار نے مجھے بتایا کہ مولانا کا خطبہ عالمانہ ہوتا تھا اور لوگ ان سے بہت مستفید ہوتے تھے۔

حافظ احمد حقیق مدیر الجامعہ نے مجھے بتایا کہ مرحوم کچھ عرصہ سے عارضہ یرقان میں مبتلا تھے۔ ہر کام حکم ربی ہوتا ہے انہوں نے بتایا کہ یہ سبب بھی مالک کی طرف سے حقیقی بن گیا کہ وہ اس کے علاج معالجہ میں تنوعات کا شکار ہو گئے اور(مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی)کے مصداق اس مرض سے چھٹکارا نہ پا سکے۔

12 فروری بروز جمعۃ المبارک اس عارضہ سے وہ انتقال فرما گئے۔ مولانا قطب شاہ، مولانا خالد مدنی اور دیگر افراد ادارہ نے ان کی وفات کی اطلاع موبائل کالز اور میسجز کے ذریعہ سے دور و قریب کے متعلقین اور احباب جماعت کو کر دی۔ مجھے انہوں نے اطلاع دی لیکن میں بوجوہ 13 فروری کو جنازہ پر حاضر نہ ہو سکا بلکہ اظہار تعزیت کیلئے 14 فروری کو حاضر ہوا۔

13 فروری بروز ہفتہ دِن گیارہ (11:00) بجے آپ کی نماز جنازہ جامعہ میں شیخ الحدیث مولانا محمد اکرم جمیل کی امامت میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں لاہور سے سابق ناظم اعلیٰ مرکزیہ میاں محمد جمیل گوجرانوالہ سے حافظ محمد الیاس اَثری، مولانا عبد الدیان اَثری، حافظ عباس انجم گوندلوی، مولانا عبد الحکیم ساجد اور ان کے ساتھی۔ گجرات سے سید ثناء اللہ شاہ (رانیوال سیداں)، سید الطاف الرحمٰن شاہ اور ان کے ساتھی۔ دینہ، سوہاوہ، گوجر خان، چکوال، میر پور، سرائے عالمگیر، کھاریاں اور گرد و نواح سے بڑی تعداد میں احبابِ جماعت نے شرکت کی۔ رئیس الجامعہ حافظ حافظ عبد الحمید عامر نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان بیرونِ ملک ہونے کی وجہ سے شریک جنازہ نہ ہو سکے۔ مرحوم کو دعاؤں، آہوں اور سسکیوں کے ساتھ مرکزی قبرستان جہلم میں حافظ عبد الغفورؒ و علامہ محمد مدنیؒ کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔ مرحوم کی عمر 47 برس تھی۔ اللهم اغفرله وارحمه وارفع درجته في المهديين. آمین.